اساتذہ ومنتظمین مدارس کی اہم ذمہ داریاں

(چند گزارشات وتجاویز)

مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان

ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے دینی مدارس میں جوں جوں داخلوں کی سرگرمیاں تیز ہوتی چلی جاتی ہیں، ویسے ویسے منتظمین مدارس اور مدارس میں خدمات دینے والے حضرات اساتذہ تقسیم اسباق جیسے اہم مشوروں میں مصروف ہونے لگتے ہیں، یقیناً مدارس عربیہ کا اہم مقصد تعلیم علوم دینیہ ہے، جس کے لیے اہل مدارس قابل، ذہین، ذی استعداد افراد کا انتخاب کرتے ہیں۔ چونکہ ہر مدرس کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے تدریسی ترقی کا موقع ملے، اسباق میں ترقی ہو، تو اساتذہ کے دلوں میں اپنے لیے مخصوص اسباق کا تقاضا موجود ہوتا ہے۔ اہل مدارس بھی طلبہ کے عمومی فائدے کو پیش نظر رکھتے ہوئے اساتذہ میں موجود خصوصی فنی لگاؤ کو تقسیم اسباق میں پیش نظر رکھتے ہیں۔ مثلاً ایک استاذ کو علم تفسیر کے ساتھ مناسبت ہے، ایک کو علم حدیث سے شغف ہے، کوئی فقہ، اصول فقہ سے وابستگی رکھتا ہے، کسی کو نحو صرف سے لگاؤ ہے تو کوئی منطق اور فلسفے کو اپنی صلاحیتوں کا محور قرار دیتا ہے، تو ایسی صورت میں ان علوم وفنون سے لگاؤ رکھنے والے اساتذۂ کرام کو، ان کے پسند کردہ اسباق دیئے جائیں، یہ طریقہ کار مدارس کی نیک نامی، طلبہ کی خیر خواہی اور خود مدرسین کے لیے ان کی علمی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مدارس عربیہ کے اساتذۂ کرام کو بعض ایسے کمالات اور خصوصیات عطا فرمائی ہیں جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ سے طلبہ کا مرجع بنے رہے ہیں۔ کتنے ہی ایسے اساتذہ ہیں، جن کی شہرت، جن کی قابلیت، جن کا علمی مقام طلبہ کو ان کی طرف کھینچ کر لانے کا سبب بنتا ہے۔

اہل مدارس سے ہماری درخواست ہے کہ وہ تقسیم اسباق کے عمل کو معمولی نہ سمجھے، اسے سرسری انداز میں نہ لے، بلکہ اس کے لیے خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اساتذہ کے رجحان کو بھی معلوم کیا جائے تاکہ اساتذہ کی دلچسپی، اسباق کے ساتھ قائم رہے، زبردستی اسباق حوالے نہ کیے جائیں، گاہے بگاہے طلبہ سے بھی معلومات لی جاتی رہیں کہ وہ کن اساتذہ کے اسباق کو بہتر سمجھتے ہیں، کون سے اساتذہ ان کے ہاں علمی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہیں؟ پھر اس کی روشنی

میں تقسیم اسباق کے موقع پر فیصلے کیے جائیں۔

اسباق ایسے اساتذہ کو دیئے جائیں جو سبق کا مطالعہ مکمل تیاری اور اہتمام سے کریں، کتاب کو حل کرنے کی بھرپور کوشش کریں، طلبہ کے اشکالات کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی تقریر میں توازن و اعتدال ملحوظ ہو، نہ تو سبق اتنی تفصیل سے پڑھایا جائے کہ سال گزر جائے اور ابھی کتاب کا آغاز ہی چل رہا ہو اور نہ ہی اتنا اختصار ہو کہ طلبہ اپنے لیے اس سبق کو بے فائدہ محسوس کرنے لگیں، اس کی مناسب صورت یہ بھی ہے کہ مقدار خواندگی کو دو یا تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور پھر سہ ماہی یا ششماہی کے موقعے پر منتظمین مدرسہ اس کا جائزہ لیں، یہ صورت عام طور پر مفید ثابت ہوتی ہے اس سے ایک تو استاذ اعتدال کے ساتھ اسباق کی رفتار کو قائم رکھتے ہیں، دوسری طرف نئے مدرس کو رہنمائی بھی مل جاتی ہے، جو یقیناً فائدے کی بات ہے۔

مقدارِ خواندگی پر اثر انداز ہونے والی ایک اہم بات اسباق میں غیر حاضری ہے چنانچہ وہ اساتذہ جو اسباق کی پابندی نہیں کرتے اور اعذار و موانع کے پیش نظر ان کے یہاں چھٹیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو وہ اساتذہ مدارس کے تدریسی ماحول کو تباہ کرنے کے باعث بنتے ہیں۔ طلبہ بھی ایسے اساتذہ سے ہمیشہ ناخوش رہتے ہیں۔ چنانچہ تقسیم اسباق کے موقعے پر اسی طرح اساتذہ کی تعیناتی اور تقرری کے موقعے پر ایسے اساتذہ کا انتخاب اہمیت کا حامل ہوتا ہے، جو پابندی وقت کا اہتمام کرتے ہیں۔

آج کل ایک عام وباء مدارس میں یہ بھی چل نکلی ہے کہ خود ارباب مدارس تدریس سے لاتعلق ہوتے جا رہے ہیں، مدرسے کے انتظام کو اتنی اہمیت دی جا رہی ہے کہ اس کے لیے تدریس جیسی ضروری ذمہ داری کو قربان کیا جا رہا ہے۔ یہ بات مدارس کے ماحول کے لیے، مدارس کی ترقی کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ ہماری ارباب مدارس سے دست بستہ گزارش ہے کہ وہ تدریس سے ہرگز لاتعلق نہ ہوں، بلکہ معمولی اور چھوٹے اسباق کے بجائے اہم اسباق خود زیرِ درس رکھیں، تاکہ مدرسے کی تعلیمی ترقی میں ان کا ایک واضح کردار ہو۔

تدریس کے حوالے سے گفتگو میں تدریس کا اسلوب بھی اہم موضوع ہیں چنانچہ وہ اساتذہ جو اپنی بات کو جامع اور واضح انداز سے بیان کرنے پر قدرت رکھتے ہیں وہ ہمیشہ طلبہ میں مقبول اساتذہ شمار کیے گئے۔ صورت مسئلہ کی وضاحت اور اس کو مثالوں کے ذریعے سے منقح کرنا بھی تدریس کی خوبیوں میں شامل ہیں۔ پھر مقدارِ سبق اتنی مقرر کرنا جو پورے تعلیمی گھنٹے پر مشتمل ہو، یہ بھی درس کے اصول میں شامل ہے، چنانچہ وقت پر درس کا آغاز اور وقت پر درس کا اختتام کامیاب مدرسین کی عادات کا حصہ رہا ہے، ہمارے مدارس میں طلبہ کی علمی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت ہمیشہ

دورانِ درس بھی جاتی رہی ہے، لہٰذا اساتذۂ کرام دوران درس کبھی کبھی موقع بہ موقع طلبہ کی اخلاقی تربیت بھی فرماتے رہیں تو یہ ان کا طلبہ پر بڑا احسان وکرم ہوگا۔ اس لیے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ طلبہ جس اہمیت سے اساتذہ کی بات کو سنتے ہیں، کسی اور کی نہیں سنتے، چناچہ اصلاحِ اخلاق کے حوالے سے اساتذہ کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔

تدریس کے حوالے سے آج کل مدارس دینیہ میں ایک تشویشناک امر یہ بھی پایا جارہا ہے کہ بعض اساتذہ دینی علوم کی تدریس کو ایک اہم فریضہ، ایک اہم امانت اور ایک بڑی ذمہ داری سمجھنے کی بجائے اسے ایک عام نوکری یا عام کام سمجھنے لگے ہیں، چنانچہ ایسے کئی مدرسین آپ کو ملیں گے جو ایک گھنٹہ ایک مدرسے میں پڑھاتے ہیں تو دو گھنٹے کسی اور مدرسے میں پڑھاتے ہیں، پھر ایک یا دو گھنٹے کسی تیسرے ادارے میں پڑھاتے ہیں، یوں سارا دن ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں لگے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس انتشارِ ذہنی کے ساتھ نہ تو وہ تعلیمی وتدریسی میدان میں ترقی کرسکتے ہیں اور نہ ہی طلبہ ان سے مطمئن ہوتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ ایک کھیل ہے، جو کھیلا جارہا ہے جس میں استاذ اور شاگرد کا مقدس رشتہ مجروح ہورہا ہے، ہماری ایسے مدرسین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ازراہِ کرام مدارس کے مقدس ماحول کو خراب نہ کریں۔ ایک جگہ رہ کر تندہی، دلجمعی اور پوری کوشش کے ساتھ اپنے اسباق کا حق ادا کریں، یہ ان کی عنداللہ بھی ذمہ داری ہے اور عندالناس بھی۔ یہاں ہماری ارباب مدارس سے بھی گزارش ہے کہ وہ خود بھی تواضع، عاجزی اور قناعت کی اعلیٰ مثال بنیں اور اساتذہ کو بھی اس کی طرف راغب کریں، اسی طرح وہ ہمارے اکابر علماء جن کا فیضان آج عام نظر آتا ہے اور جن کی طرف طلبہ کو رجوع زیادہ ہے وہ بھی اپنے طلبہ کو اس بات کی تلقین کریں کہ وہ پوری یکسوئی، پورے جذبے اور پوری لگن کے ساتھ تعلیم وتدریس کے میدان میں قدم رکھیں۔

تدریس کے حوالے سے گفتگو میں ایک ضروری بات یہ بھی عرض کرنی ہے کہ ہمارے اساتذہ عام طور پر زبانی تقریر کا ملکہ رکھتے ہیں اور سبق کی تمام تفصیلات ان کے دماغوں میں محفوظ ہوتی ہیں اور وہ اپنے اسباق میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر خوب دکھاتے ہیں۔ مجھے پشاور کے ایک عالم نے بتایا کہ میں سلم کا سبق پڑھاتا ہوں جس میں کئی سو طلبہ شامل ہوتے ہیں اور ''سلم'' کے مقدمے کے ابتدائی جملے " سبحانہ ما أعظم شأنہ " پر میں تین سو اعتراضات اور ان کے جوابات بیان کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! کیا کہنے اس علم کے۔ اسی طرح آپ نے کافیہ پڑھانے والوں کو اپنے اسباق میں تحریر سنبٹ کے سوالات اور جوابات کا تذکرہ کرتے سنا ہوگا، شرح جامی پڑھانے والے بھی اسی طرح اپنے اسباق میں دفع دخلِ مقدر کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے ضرور دیکھے ہوں گے، مختصر المعانی کے سبق دوران علامہ تفتازانی کی خبر ہمارے مدرسین خوب لیتے ہیں، لیکن ہماری گزارش یہاں یہ ہے کہ یہ ہمارے انتہائی قابل اور اعلیٰ علمی

شان رکھنے والے حضرات اساتذہ اپنی تقاریر کو قلمبند کرنے کا اہتمام فرمائیں تو یہ ان کا بہت بڑا احسان ہوگا۔ پھر ان تقاریر میں موجود حشو وزوائد کو ختم کرنے کے بعد عمدہ اور بہترین انداز میں مرتب کرنے کا اہتمام اگر ہو جائے تو وہ اسباق جو صرف درسگاہوں تک محدود رہتے ہیں، ساری دنیا میں لوگوں کے لیے قابل استفادہ ہو سکتے ہیں، اسی طرح اساتذہ کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ طلبہ کو آمادہ کریں کہ طلبہ ان کی تقریر کے نوٹ تیار کریں اور پھر انہیں اپنے تکرار ومطالعہ میں رکھیں۔

الحمدللہ! ہمارے مدارس کا تعلق مسلکِ اہل سنت والجماعت سے ہے، ہم احناف کے مذہب پر ہیں اور مسلک دارالعلوم دیوبند ہماری شناخت ہے، اسباق کے دوران یقیناً بہت سے مواقع پر ایسی ابحاث آتی ہیں جن میں اکابرِ امت کا آپس میں اختلاف ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ یہ ایک علمی اختلاف ہوا کرتا ہے دونوں طرف دلائل ہوتے ہیں اور دونوں فریقوں کو درست اور صحیح قرار دیا گیا ہے۔ ایک مؤمن اور دوسرا کافر ہو، ایسا نہیں ہے، ایک ضال اور مضل ہو اور دوسرا محق ومصیب ہو، ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ یہ اختلاف علمی اختلاف ہوتے ہوئے ترجیح راجح کہلایا گیا ہے تو ان مواقع پر محتاط انداز میں گفتگو کی ضرورت ہے، خاص کر جبکہ پورا عالم اسلام، عالم کفر کے ساتھ ایک نظریاتی جنگ کا شکار ہے، ایسے موقع پر چھوٹی چھوٹی باتوں کو احقاقِ حق قرار دینا اور فریق مخالف کے رد کو ابطالِ باطل کہنا یہ دانشمندی کے خلاف ہے۔

آج وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی کوششوں کے نتیجے میں ایک مکمل مقرر شدہ نصاب تعلیم موجود ہے، وفاق کی کوششوں کے نتیجے میں ایک بہت بڑی تعداد طالبان علوم نبوت کی اس سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں ان پہلے انجام دی جانے والی کوششوں کا حصہ بننے کی ضرورت ہے اور مدارس کے تدریسی نظام کو مزید مستحکم کرنے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں جہاں حضرات مدرسین کا کردار نہایت اہم ہے، وہاں ارباب مدارس کا یہ کردار بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ ان مدارس میں تشریف لانے والے مہمانانِ رسول، طالبان علوم نبوت کی سہولت اور آرام کو ملحوظ رکھنے کے لیے درسگاہوں کا اہتمام کرتے ہیں، کتب کی فراہمی کو یقینی بناتے ہیں، دارالاقاموں کے دروازے ان واردین کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور حسبِ استطاعت ان کے لیے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، جس پر سالانہ کروڑوں روپے کے مصارف ہوتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان حضرات اساتذہ کو مزید علمی شان عطا فرمائے، منتظمین مدارس کو اللہ تعالیٰ مزید ہمتیں نصیب فرمائے اور یہ مدارس اسی طرح شاد وآباد رہیں۔ (آمین)

☆......☆......☆